حافظ ارشاد احمد دیو بندی (ظاہر پیر)

قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید

یادش بخیر! نام نہاد جماعت اسلامی کا سنہری جادو اثر زور ہور زعم "علیانی کاٹن فیکٹری ماچھی گوٹھ تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان کے شورائی اجتماع میں اس وقت بڑی بری طرح ٹوٹ گیا تھا جب متعدد اہل علم مخلص علماء نے جماعت اسلامی سے اپنی بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے اپنے استعفیٰ پیش کر دیئے تھے پھر یکے بعد دیگرے جماعت اسلامی کی حقیقت الم نشرح ہوتی چلی گئی خود مولانا مودودی کے مغرور قلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے لیکر شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ بلکہ جمیع علماء حق کو معاف نہ کیا اور تنقید کی بجائے ایسی تنقیص کر ڈالی کہ ہر محب اسلام تڑپ اٹھا۔ مولانا مودودی مرحوم کا لٹریچر عوام سے خواص اور خواص سے علمائے کرام کی نگاہوں سے گزرا تو علمائے کرام نے اسے اسلام کے خلاف خطرناک تصور کیا مگر اس وقت مرزائیت کی بڑھتی ہوئی یلغار کو روکنے کے لیے وہ ایسے مصروف تھے کہ ادھر مکمل دھیان نہ دے سکے۔ اسی دوران مجلس احرار اسلام ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے لیے بڑی جدوجہد سے ایک نیا ادارہ "مجلس عمل" کے نام سے میدان میں لائی تاکہ مشترکہ طور پر مرزائیت کا قلع قمع کیا جا سکے جماعت اسلامی نے شاید اسے اپنی مقبولیت کیلئے پھولوں کا ہار سمجھ کر اپنی شمولیت کا اعلان کیا جسے مجلس عمل برائے تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کیلئے منظور کر لیا گیا مولانا مودودی مرحوم باقاعدہ مجلس عمل کے جمیع اجتماعات میں خود شریک ہوا کرتے یا کسی میٹنگ میں اپنا نمائندہ روانہ کر دیا کرتے مگر جب تمام قائدین گرفتار ہو گئے تو مولانا مودودی نے اپنے بچاؤ کیلئے اس پوری مقدس تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے خلاف بڑے زہریلے اخباری بیانات دیکر اپنی برأت کا اظہار کرتے ہوئے علماء حق اور قائدین تحریک ختم نبوت کے خلاف جھوٹے الزامات کی بھرمار کر دی مگر اللہ کی قدرت نے مودودی صاحب کو بھی گرفتار کرا دیا تو اس نے منیر کی تحقیقاتی عدالت میں ایسے جھوٹے بیانات دیئے کہ تحریک تحفظ ختم نبوت کے روح رواں حضرت امیر شریعت نور اللہ مرقدہ بہت ہی افسردہ ہوئے۔ اس دوران تحریک ختم نبوت کے خلاف مودودی صاحب نے اپنا ایک پمفلٹ "بیان حقیقت" کے نام سے بھی شائع کیا جس میں انہوں نے صاف انکار کیا کہ اس تحریک ختم نبوت سے میرا اور میری جماعت کا کوئی تعلق نہیں اس کے جواب میں ہمارے قائد محترم جناب ماسٹر تاج الدین انصاری مرحوم اور قائد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ نے الگ الگ جوابات پر مشتمل اپنے بیانات شائع کرا کر مسلمانوں کو حقیقت حال سے آگاہ اور مطلع کیا۔ اسی دوران شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے مصمم ارادہ فرما لیا کہ نام نہاد جماعت اسلامی کی حقیقت اب عوام کے سامنے کھول کر رکھ دی جانی چاہیے۔ چنانچہ حضرت شیخ التفسیر نے روزنامہ نوائے پاکستان لاہور میں جماعت اسلامی اور بانی جماعت کی حقیقت مودودی صاحب کے اپنے لٹریچر کی روشنی میں ان کی کتابوں کے اقتباسات سے قسط وار شائع کرنا شروع فرمائی جب ان نام نہاد مصلحین کرام کی حقیقت عُریاں ہو کر عوام کے سامنے آئی تو جماعتی بوکھلا گئے اس دوران علمائے اسلام کو ایسی غلیظ اور خبیث گالیوں سے نوازا گیا کہ توبہ ہی بھلی۔ بعد میں حضرت شیخ التفسیر علیہ الرحمۃ نے اپنے ان اخباری بیانات کو جمع کر کے ایک رسالہ بعنوان "علمائے حق کی مودودیت سے ناراضگی کے اسباب" کے نام سے شائع کیا جو آج بھی موجود ہے۔ ان

دنوں کی بات ہے کہ حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے اخبارات میں اپنا ایک بیان شائع کرایا کہ جماعت اسلامی امریکہ کی ایجنٹ ہے اور امریکہ سے اس کو مالی امداد ملتی ہے جس کے شواہد اور ثبوت میرے پاس موجود ہیں تو جماعت والوں نے شوخ ہو کر فوراً حضرت شیخ التفسیر کے خلاف ازالہ حیثیت عرفی کے تحت ایک استغاثہ عدالت میں دائر کر دیا۔ تو حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ نے جماعت والوں کو مشورہ دیا کہ اب یہ مقدمہ قائم رکھنا میرے پاس ٹھوس ثبوت ہیں میں یہ ٹھوس ثبوت عدالت میں پیش کروں گا کہ جماعت اسلامی کہلانے والے امریکی ایجنٹ ہیں اور امریکہ سے ان کو مالی امداد مل رہی ہے مگر افسوس کہ ان صالحین کرام نے یہ مقدمہ واپس اٹھا لیا تو راقم الحروف کو اچھی طرح یاد ہے۔ مقدمہ واپس اٹھا لینے کے بعد حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اخبارات کو اپنا ایک بیان جاری فرمایا تھا جو شہ سرخیوں میں شائع ہوا تھا کہ دو مودودیوں نے اپنا تھوکا چاٹا کہ مقدمہ واپس کر لیا اور اس طرح مجھے اپنے ٹھوس دلائل عدالت میں پیش کرنے سے روک دیا ہے۔

قارئین محترم! اس واقعہ کو تقریباً پینتالیس سال کا عرصہ بیت چکا ہوگا۔ مگر مودودی صاحب کی جماعت کے امیر قاضی صاحب اس وقت جو ایران کے فوراً بعد امریکہ کا دورہ کر کے تشریف لائے ہیں اور اخبارات میں اس دورہ کی تفصیل بھی شائع ہوئی ہے۔ کیا اس سے واضح طور پر ہر آدمی اچھی طرح یہ نہیں سمجھ چکا کہ حضرت شیخ التفسیر نے آج سے ۴۵ برس قبل جو کچھ فرمایا تھا وہ اس حدیث رسول کے اس حصے کی تائید ہے کہ

اتَّقُوا فِرَاسَةَ الْمُؤمِنِ فَانَّہ یَنظُرُ بِنُورِ اللّٰہ

یا یوں کہہ لیجئے کہ "قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید" ہمارے علماء نے جس کی جو نشان دہی کی وہ جلد یا بدیر دنیا میں اللہ تعالیٰ نے اسے کھول کر واضح کر دیا۔ آپ بھی غور کیجئے!

بقیہ از ص 26

کے چیئرمین پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ تک پہنچا۔ چیئرمین صاحب بھی پریشان ہوئے لیکن میں نے انہیں اطمینان دلایا کہ پریشانی کی ضرورت نہیں۔ وفاقی حکومت کی طرف سے ایک سرکلر پہلے ہی جاری ہو چکا ہوا ہے۔ کہ ۱۹۶۲ء سے پہلے بزرگانِ دین اور اکابر اسلام کے لیے جو القابات استعمال ہوتے رہے ہیں۔ آئندہ بھی وہی استعمال ہوں گے۔ چنانچہ پوری کتاب میں صرف انبیاء کرام کے لیے علیہ السلام کا لقب استعمال ہوئے اور باقی تمام بزرگانِ دین کے لیے رضی اللہ عنہ لکھا گیا۔ جب کتاب چھپ کر بازار میں آئی تو سینئر ماہر مضمون سجاد رضوی نے حسب توقع طوفان برپا کر دیا۔ اس نے ملک بھر سے شیعہ انجمنوں (کچھ حقیقی اور کچھ جعلی) کی طرف سے احتجاجی تاریں، قرار دادیں اور مضامین کا طویل سلسلہ شروع کر دیا۔ چیئرمین پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ اس ہنگامہ خیزی پر بہت پریشان ہوئے لیکن انہوں نے وفاقی حکومت کے سرکلر کا حوالہ دے کر اپنی جان چھڑائی۔ کتاب اب تک اسی انداز سے شائع ہو رہی ہے۔ جس کی تدوین میں نے کی تھی۔ اس واقعہ کے اظہار کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر ناشر حضرات تفویض شدہ کتاب کا مطالعہ کر کے جمیع مسلمانوں کے عقائد کے خلاف مواد کو شائع کرنے سے اجتناب کریں تو اصلاح ہو سکتی ہے۔ ورنہ عام طور پر تو ہمارے ناشر حضرات تفویضی کتاب کو پڑھنے کی زحمت ہی گوارا نہیں کرتے۔

میرا ایمان ہے کہ کتاب میں شائع شدہ غلط عقائد کے گناہ میں ناشر بھی شریک ہوتا ہے۔ اس لیے اجتناب کرنا چاہیے۔